شہادتِ امام حسینؓ

سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ

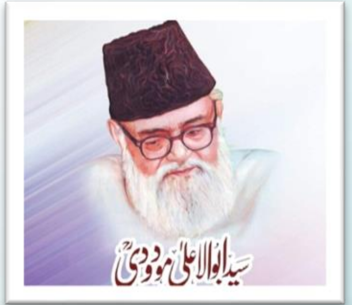

مقصدِ شہادت

1. ہر سال محرم میں کروڑوں مسلمان شیعہ بھی اور سنی بھی، امام حسینؓ کی شہادت پر اپنے رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں۔
2. کم لوگ اس مقصد کی طرف توجہ کرتے ہیں۔
3. جس کے لیے امام نے نہ صرف اپنی جان عزیز قربان کی بلکہ اپنے کنبے کے بچوں تک کو کٹوا دیا۔

مقصدِ شہادت

4. مظلومانہ شہادت پر اس کے اہل خاندان کا اور اس خاندان سے محبت و عقیدت یا ہمدردی رکھنے والوں کا اظہارِ غم کرنا تو ایک فطری بات ہے لیکن سوال یہ ہے کہ امام حسینؓ کی وہ کیا خصوصیت ہے جس کی وجہ سے 1320 برس گزر جانے پر بھی ہر سال ان کا تازہ غم ہوتا رہے؟

5. دیکھنا چاہیے کہ وہ مقصد کیا ہے؟ کیا امام تخت و تاج کے لیے اپنے کسی ذاتی استحقاق کا دعویٰ رکھتے تھے اور اس کے لیے انہوں نے سر دھڑ کی بازی لگائی؟

مقصدِ شہادت

6. جو امام حسینؓ کے گھرانے کی بلند اخلاقی سیرت کو جانتا ہے، یہ بدگمانی نہیں کر سکتا کہ یہ لوگ اپنی ذات کے لیے اقتدار حاصل کرنے کی خاطر مسلمانوں میں خوں ریزی کر سکتے تھے۔
7. پچاس برس کی پوری تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ حکومت حاصل کرنے کے لیے لڑنا اور کشت و خون کرنا ہرگز ان کا مسلک نہ تھا۔

مقصدِ شہادت

8. اس وقت مسلم معاشرے اور اسلامی ریاست کی روح اور اس کے مزاج اور اس کے نظام میں کسی بڑے تغیر کے آثار دیکھ رہی تھی جسے روکنے کی جدوجہد کرنا ان کے نزدیک ضروری تھا۔ حتیٰ کہ اس راہ میں لڑنے کی نوبت بھی آجائے تو نہ صرف جائز بلکہ فرض سمجھتے تھے۔

ریاست کے مزاج، مقصد اور دستور کی تبدیلی

- وہ تغیر کیا تھا؟ ظاہر ہے کہ لوگوں نے اپنا دین نہیں بدل دیا تھا۔ لوگ خدا اور رسول اور قرآن کو اسی طرح مان رہے تھے جس طرح پہلے مانتے تھے۔ مملکت کا قانون بھی نہیں بدلا تھا۔
- عدالتوں میں قرآن اور سنت ہی کے مطابق تمام معاملات کے فیصلے
- جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ یزید کی ولی عہدی اور پھر اس کی تخت نشینی سے دراصل جس خرابی کی ابتدا ہو رہی تھی، وہ اسلامی ریاست کے دستور اور اس کے مزاج اور اس کے مقصد کی تبدیلی تھی۔

نقطہ انحراف:

- اس چیز کو ٹھیک ٹھیک سمجھنے کے لیے ہمیں دیکھنا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدینؓ کی سربراہی میں ریاست کا جو نظام چالیس سال تک چلتا رہا تھا اس کے دستور کی بنیادی خصوصیات کیا تھیں
- یزید کی ولی عہدی سے مسلمانوں میں جس دوسرے نظام ریاست کا آغاز ہوا اس کے اندر کیا خصوصیات دولتِ بنی امیہ و بنی عباس اور بعد کی بادشاہیوں میں ظاہر ہوئیں

انسانی بادشاہی کا آغاز:

- اسلامی ریاست کی اولین خصوصیت یہ تھی کہ اس میں صرف زبان ہی سے یہ نہیں کہا جاتا تھا بلکہ سچے دل سے یہ مانا بھی جاتا۔ملک خدا کا ہے، باشندے سے خدا کی رعیت ہیں۔ حکومت اس رعیت کے معاملے میں خدا کے سامنے جواب دہ ہے۔
- حکومت اس رعیت کی مالک نہیں ہے اور رعیت اس کی غلام نہیں ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا تعطل

- اسلامی ریاست کا مقصد خدا کی زمین میں ان نیکیوں کو قائم کرنا اور فروغ دینا ہے اور ان برائیوں کو دبانا اور مٹانا تھا جو خدا کو ناپسند ہیں مگر انسانی بادشاہت کا راستہ اختیار کرنے کے بعد حکومت کا مقصد فتح ممالک اور تسخیرِ خلائق اور تحصیلِ باج و خراج اور عیشِ دنیا کے سوا کچھ نہ رہا۔
- خدا کا کلمہ بلند کرنے کی خدمت بادشاہوں نے کم ہی کبھی انجام دی۔ ان کے ہاتھوں اور ان کے امرا اور احکام اور درباریوں کے ہاتھوں بھلائیاں کم اور برائیاں بہت زیادہ پھیلیں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا تعطل

- اسلامی ریاست کی روح تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیز گاری کی روح تھی جس کا سب سے بڑا مظہر خود ریاست کا سربراہ ہوتا تھا لیکن بادشاہی کی راہ پر پڑتے ہی مسلمانوں کی حکومتوں اور ان کے حکمرانوں نے قیصر و کسریٰ کے سے رنگ ڈھنگ اور ٹھاٹھ باٹھ اختیار کر لیے۔
- عدل کی جگہ ظلم وجور کا غلبہ ہوتا چلا گیا۔ پرہیز گاری کی جگہ فسق و فجور اور راگ رنگ اور عیش و عشرت کا دور دورہ شروع ہو گیا۔ حرام و حلال کی تمیز سے حکمرانوں کی سیرت و کردار خالی ہوتی چلی گئی۔

اسلامی دستور

کے

بنیادی اصول

اسلامی دستور کے بنیادی اصول

(۱) آزادانہ انتخاب

(۲) شورائی نظام

(۳) اظہارِ رائے کی آزادی

(۴) خدا اور خلق کے معاملے

(۵) بیت المال۔ ایک امانت

(٦) قانون کی حکومت

(۷) حقوق اور مراتب کے لحاظ سے کامل مساوات

(۱) آزادانہ انتخاب

1. حکومت لوگوں کی آزادانہ رضامندی سے قائم ہو۔
2. کوئی شخص اپنی کوشش سے اقتدار حاصل نہ کرے۔
3. بیعت اقتدار کا نتیجہ نہ ہو بلکہ اس کا سبب ہو۔
4. بیعت حاصل ہونے میں آدمی کسی کوشش یا سازش کا دخل نہ ہو۔
5. لوگ بیعت حاصل کرنے یا نہ کرنے کے معاملے میں پوری طرح آزاد ہوں۔
6. جب تک کسی شخص کو بیعت حاصل نہ ہو وہ برسر اقتدار نہ آئے۔

(۲) شورائی نظام

1. دوسرا اہم ترین قاعدہ اس دستور کا یہ تھا کہ حکومت مشورے سے کی جائے۔
2. مشورہ ان لوگوں سے کیا جائے جن کے علم، تقویٰ، اور اصابتِ رائے پر عام لوکوں کو اعتماد ہو۔
3. جن سے وہ حق گوئی کے سوا کسی چیز کی توقع نہ رکھتے تھے۔
4. جن سے یہ امید تھی کہ وہ ہر معاملے میں اپنے علم و ضمیر کے مطابق بالکل صحیح ایمان دارانہ رائے دیں گے۔
5. جن سے کوئی شخص بھی یہ اندیشہ نہ رکھتا تھا کہ وہ حکومت کو کسی غلط راہ پر جانے دیں گے۔

(۳) اظہارِ رائے کی آزادی:

1. لوگوں کو اظہار رائے کی پوری آزادی ہو۔
2. امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو اسلام نے ہر مسلمان کا حق ہی نہیں بلکہ فرض قرار دیا تھا۔
3. اسلامی معاشرے اور ریاست کے صحیح راستہ پر چلنے کا انحصار اس بات پر تھا کہ لوگوں کے ضمیر اور ان کی زبانیں آزاد ہوں، وہ ہر غلط کام پر بڑے سے بڑے آدمی کو ٹوک سکیں اور حق بات برملا کہہ سکیں۔

(۳) اظہارِ رائے کی آزادی:

4. خلافتِ راشدہ میں صرف یہی نہیں کہ لوگوں کا یہ حق پوری طرح محفوظ تھا بلکہ خلفائے راشدینؓ اسے ان کا فرض سمجھتے تھے اور اس فرض کے ادا کرنے میں ان کی ہمت افزائی کرتے تھے۔

5. ان کی مجلس شوریٰ کے ممبروں ہی کو نہیں، قوم کے ہر شخص کو بولنے اور ٹوکنے اور خود خلیفہ سے باز پُرس کرنے کی مکمل آزادی تھی۔

(۴) خدااور خلق کے سامنے جواب دہی:

1. خلیفہ اوراس کی حکومت خدااور خلق دونوں کے سامنے جوابدہ ہے۔اس کے شدید احساس سے خلفائے راشدینؓ پر دن کا چین اور رات کا آرام حرام ہو گیا تھا۔

2. جہاں تک خلق کے سامنے جواب دہی کا تعلق ہے،وہ ہر وقت ہر جگہ اپنے آپ کو عوام کے سامنے جواب دہ سمجھتے تھے۔ ان کی حکومت کا یہ اصول نہ تھا کہ صرف مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) میں نوٹس دے کرہی ان سے سوال کیا جاسکتا ہے۔

3. وہ ہر روز پانچ مرتبہ نماز کی جماعت میں اپنے عوام کا سامنا کرتے تھے۔

(۵) بیت المال۔ایک امانت:

1. بیت المال خدا کا مال اور مسلمانوں کی امانت ہے
2. جس میں کوئی چیز حق کی راہ کے سوا کسی دوسری راہ سے آنی نہ چاہیے اور جس میں سے کوئی چیز حق کے سوا کسی دوسری راہ میں جانی نہ چاہیے۔
3. خلیفہ کا حق اس مال میں اتنا ہی ہے جتنا قرآن کی رُو سے مالِ یتیم میں اس کی ولی کا ہوتا ہے۔
4. خلیفہ اس کی ایک ایک پائی کے آمد و خرچ پر حساب دینے کا ذمہ دار ہے اور مسلمانوں کو اس سے حساب مانگنے کا پورا حق ہے۔

(٦) قانون کی حکومت:

1. چھٹا اصول اس دستور کا یہ تھا کہ ملک میں قانون (یعنی خدا اور رسولؐ کے قانون) کی حکومت ہونی چاہیے۔
2. کسی کو قانون سے بالاتر نہ ہونا چاہیے۔
3. کسی کو قانون کے حدود سے باہر جا کر کام کرنے کا حق نہ ہونا چاہیے۔
4. ایک عامی سے لے کر سربراہِ مملکت تک سب کے لیے ایک ہی قانون ہونا چاہیے۔
5. سب پر اسے بے لاگ طریقے سے نافذ ہونا چاہیے۔
6. عدالتوں کو انصاف کرنے کے لیے ہر دباؤ سے بالکل آزاد ہونا چاہیے۔

(۷) حقوق اور مراتب کے حاظ سے کامل مساوات:

- مسلمانوں میں حقوق اور مراتب کے لحاظ سے کامل مساوات، اسلامی دستور کا ساتواں اصول تھا جسے ابتدائی اسلامی ریاست میں پوری قوت کے ساتھ قائم کیا گیا تھا۔ مسلمانوں کے درمیان نسل، وطن، زبان وغیرہ کا کوئی امتیاز نہ تھا۔ قبیلے اور خاندان اور حسب ونسب کے لحاظ سے کسی کو کسی پر فضیلت نہ تھی۔ خدا اور رسولؐ کے ماننے والے سب لوگوں کے حقوق یکساں تھے اور سب کی حیثیت برابر تھی۔

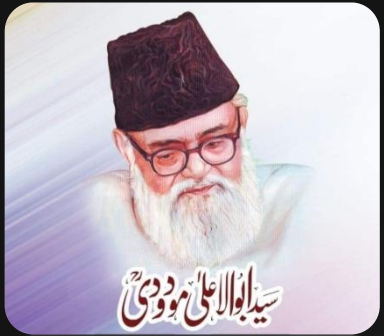

شہادت امام حسینؓ

مرکز قرآن وسنة کراچی

مع السلامةَ 👋